مسلمان اور عید میلاد

حجۃ الاسلام' سلطان المناظرین' شیخ القرآن حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ امرتسری (المتوفی ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء) کو اللہ تعالیٰ نے جن انعامات خاصہ سے نوازا تھا ان میں وقت فہم قوت استدلال' متانت' سنجیدگی' حاضر جوابی' شیریں مقالی' وسیع الظرفی اور خوش خلقی سر فہرست ہیں' انہوں نے اپنی طویل حیات مستعار میں غیر مذاہب' گمراہ فرقوں اور مختلف مسلک کے اہل علم سے ہزاروں مناظرے کئے لیکن کسی حریف نے کبھی بھی ان کی زبان یا قلم کی تیزی کا شکوہ نہ کیا۔ وہ جس متین اور علمی زبان میں بات کرتے رہے ہیں ان کا مدمقابل بھی اس کی داد دیتا تھا۔۔۔ آج کے سیاسی اور ملکی حالات اس امر کے متقاضی ہیں کہ مذہبی جماعتیں ان کے طرز تحریر اور ان کے شیوہ گفتار کو اپنائیں۔

ہم ان ہی کے مبارک قلم سے ۱۹۱۴ء کا لکھا ہوا ایک مقالہ ہدیہ قارئین کر رہے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ ہمارے قارئین مقالہ کے دلائل اور انداز بیان دونوں سے محفوظ ہوں گے۔ (مدیر)

اسلام ایک ایسا دین ہے کہ اس میں ثواب وعذاب کی تعین صرف اس پر رکھی گئی ہے کہ خدا کی وحی سے اس کا رسول بتلا دے۔ جب تک کسی کام کو قرآن وحدیث میں ثواب نہ بتلایا گیا ہو۔ اس کو ثواب سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ قرآن مجید میں بار بار یہی ذہن نشین کیا گیا ہے کہ مسلمان کوئی کام ایسا نہ کریں جس کا نمونہ حضور پیغمبر خدا ﷺ سے نہ ملتا ہو۔ ارشاد ہے:

لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة. اطيعوا الله و رسوله . من يطع الرسول فقد اطاع الله.

ترجمہ:- یعنی رسول خدا ﷺ مسلمانوں کے لئے نیک (اچھا) نمونہ ہیں' اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے اس نے اللہ کی تابعداری کی۔

شیخ سعدی مرحوم نے کیا اچھا کہا ہے۔

پندار سعدی کہ راہ صفا
توان رفت جز درپے مصطفےٰ

یعنی بغیر تابعداری رسول خدا ﷺ کے ہرگز نجات نہیں ہوگی۔

اس لئے مسلمانوں پر فرض ہے کہ جو کام کریں پہلے یہ دیکھا کریں کہ ہمارے سردار' ہمارے نبی' ہمارے شفیع' ہمارے آقا کے نامدار سرور کائنات علیہ النفس والتحیۃ والصلوۃ نے فرمایا ہے یا نہیں؟

اس سنہرے اصول پر مسلمان آ جائیں تو بہت سے تفرقے مٹ سکتے ہیں۔

ربیع الاول کے مہینہ میں مجالس میلاد یا عید میلاد کی رسم کو بھی اسی اصول سے جانچنا چاہئے کہ جس ذات ستودہ صفات کی پیدائش کا دن سمجھ کر ہم یہ مجالس کرتے اور چراغاں جلاتے یا جشن مناتے ہیں۔ اس سردار دو عالم ﷺ نے ہم کو فرمایا ہے؟ یا اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس روز کچھ کیا ہے؟ ہرگز کچھ نہیں کیا۔ اگر کیا ہوتا تو آنحضرتؐ کے روز پیدائش میں اختلاف کیوں ہوتا؟ کتب تواریخ میں صاف مرقوم ہے کہ روز ولادت میں اختلاف ہے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ زمانہ نبوتؐ اور زمانہ خلافت میں اس دن کو مذہبی تہوار کی طرح کسی نے یاد نہیں کیا تھا۔ آج اگر کوئی شخص دعوی کرتا ہے تو ہم کو کسی معتبر کتاب سے دکھا دے کہ حضور علیہ السلام نے اپنی زندگی میں اس روز ایسے کام کرنے کا حکم فرمایا یا بعد انتقال آپؐ کے صحابہؓ نے کیا یا آئمہ اہل بیت یا آئمہ اربعہ میں سے کسی امام نے حکم دیا یا فقہ کی کسی کتاب میں اس کا ذکر ہے۔

بھائیو! جب کچھ نہیں تو پھر ہم کس منہ سے کہہ سکتے ہیں کہ ۱۲ ربیع الاول کو عید مناؤ' چراغاں جلاؤ' کام چھوڑ کر جشن کرو اور جلوس نکالو۔ یاد رکھو جس کام میں خرچ کی اجازت شرع شریف میں نہ آئی ہو' اس میں خرچ کرنا اسراف ہے اور مطابق نص قرآنی "لا تسرفوا" معصیت میں داخل ہے۔ جب تک

قرآن وحدیث میں مجالس میلاد کا ثبوت نہ ہو' اس قسم کے کام اور اخراجات سب خداتعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ ہیں۔ شیخ سعدی مرحوم نے کیا ہی کہا ہے۔

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ!

قرآن مجید میں بار بار یہی فرمایا گیا ہے کہ مسلمان کوئی کام ایسا نہ کریں جس کا نمونہ حضور ﷺ سے ملتا نہ ہو

اس اشتہار میں کس خوبی اور نرمی سے اسلام کی وہ شاہراہ دکھائی گئی ہے جس مین کسی مسلمان کو اختلاف نہیں۔ اس دعوی پر گو کسی مزید شہادت کی ضرورت نہیں تاہم بغرض افادہ دو شہادتیں بھی پیش کی جاتی ہیں۔ اول شہادت حضرت مولانا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی ہے' آپ فرماتے ہیں:

اجعل الکتاب والسنة امامک۔ (فتوح الغیب)

ترجمہ:- قرآن اور سنت کو اپنا امام بنالو اور بس!

دوسری شہادت حضرت سید الطائفہ مجدد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ جو مکتوبات میں فرماتے ہیں:

"بہترین مصقلہا برائے دور کردن محبت غیر اللہ اتباع سنت است۔"

یعنی غیر اللہ کی محبت دل سے نکال کر خدا کا مقرب بندہ بننے کا ذریعہ اتباع سنت ہے اور بس!

ان دلائل' حوالہ جات اور روایات کے مقابلہ پر کسی مجوزہ کا یہ کہنا۔

"چونکہ ہندو' عیسائی' سکھ وغیرہ اپنے بزرگوں کی ولادت کے دن کی بڑی تعظیم کرتے ہیں اس لئے ہم مسلمانوں کو ایسا کرنا چاہئے۔"

کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے؟

ہمارے خیال میں مجوزین کی یہ رائے کہ چونکہ غیر مسلم قومیں ایسا کرتی ہیں' ہم کو بھی کرنا چاہئے' ایک اصولی تنقیح پر مبنی ہے جو یہ ہے کہ ہم مسلمانوں کو اپنے نبیؐ کے ساتھ اس طریق سے برتاؤ کرنا چاہئے جو انہوں نے خود سکھایا اور جو برتاؤ صحابہ کرامؓ نے آنحضرتؐ کے ساتھ کیا یا وہ برتاؤ کرنا چاہئے جو ہندو کرشن جی کے ساتھ یا سکھ باوا نانک جی کے ساتھ اور عیسائی حضرت مسیحؑ کے ساتھ کرتے ہیں؟

ہمارے خیال میں کوئی مسلمان دوسری صورت اختیار کرنے کی رائے نہ دے گا بلکہ بالاتفاق یہی آواز آئے گی کہ ہم تو وہی طریقہ اختیار کریں گے جو حضورؐ نے سکھایا اور صحابہ کرامؓ نے برتا۔

خواجہ حالی نے ایک حدیث کا ترجمہ کیا اچھا کیا ہے۔

نصاریٰ نے جس طرح کھایا ہے دھوکہ
کہ سمجھتے ہیں موسیٰ کو بیٹا خدا کا
مجھے تم سمجھنا نہ زنہار ایسا
میری حد سے رتبہ بڑھانا نہ میرا
سب انسان ہیں واں جس طرح سر فگندہ
اسی طرح ہوں مین بھی اک اس کا بندہ
بنانا نہ تربت کو میری صنم تم
نہ کرنا مری قبر پر سر کو خم تم
نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم
کہ بیچارگی میں برابر ہیں ہم تم
مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور ایلچی بھی

اس تنقیح کے فیصلہ کے بعد کون مسلمان ایسا ہے جو یہ کہے کہ چونکہ ہندو اپنے بڑوں کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے ہیں' ہم کو بھی ایسا کرنا چاہئے؟ یداہر یاسلام دوسرے مذاہب کی طرح پنچائتی مذہب نہیں بلکہ اسلام' الٰہی مذہب ہے جس میں کسی بات کے حکم دینے سے پہلے یہ سوچنا ضروری یہ ہے کہ خدا نے اپنے رسولؐ کی معرفت اس بارے میں کیا حکم فرمایا ہے۔ اس قسم کی خودروؤں کو اگر دخل دیا جائے تو ہر امتی پیغمبر بن جائے گا اور ہر ایک کا دین و مذہب الگ ہوگا اور وہ اس مذہب پر چلنے میں موردالزام نہ ہوگا۔

معقول سوالات

اگرچہ اس تقریر پر اصولا کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا اور کوئی دانشمند سوال کر سکتا ہے لیکن دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کا قصہ مشہور ہے:

میلاد منانے کا دعوی کرنے والے انسان کو چاہئے کہ آنحضرت ﷺ' صحابہؓ' آئمہ دین واہل بیت سے اس کے جواز میں دلائل پیش کریں۔

"ایک مولوی صاحب نے کسی بے نماز کو نصیحت فرمائی کہ نماز پڑھا کر" بے نماز نے جواب دیا آپ نے دعوت دی تھی تو نمک کیوں زیادہ ڈالا تھا؟ اس بات کا میری بات سے کیا تعلق؟ تعلق ہو یا نہ ہو بات سے بات نکل آتی ہے۔"

اسی اصول سے مجوزین کی طرف

سے مانعین پر چند سوالات ہوتے ہیں۔ مثلاً:

آپ سائیکل پر کیوں چڑھتے ہیں کیا یہ سنت ہے؟

آپ نے اپنے بیٹے کی شادی پر دعوت ولیمہ بڑی دھوم سے کی آپ نے دعوتی خطوط چھپوائے وغیرہ۔"

نہیں' جواز کی نیت کرتا ہے وہ بدعت نہیں مگر جو شخص ثواب کی نیت سے کرتا ہے' بدعت ہے' جب تک شرح شریف سے اس کا ثبوت نہ دکھائے۔

ہاں اس امر کی تنقیح کرنے کی ضرورت نہیں کہ مجوزین مجالس میلاد اس کام

جس کام کو ثواب سمجھ کر کیا جائے تو اس پر شریعت کی طرف سے ثبوت ہونا چاہئے اگر شریعت سے ثواب کا ثبوت نہیں اور کرنے والا ثواب سمجھ کر کرے تو وہ بدعت ہے اور کرنے والا بدعتی۔

اے صاحب! سنئے آپ کے سوالات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ہم مانعین کا مطلب نہیں سمجھا بلکہ یوں کہئے کہ سمجھنے کی طرف توجہ بھی نہیں کی' اس لئے ایسے معمولی سوال آپ کو پیدا ہوئے ہیں۔۔۔ اے جناب! سوال وہی معقول اور پسندیدہ سمجھا جاتا ہے جو اصل مضمون کو سمجھ کر کیا جائے اور جو بے سمجھی میں کیا جائے' اس کی بابت یہ کہا جاتا ہے۔

جو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا است
سخن شناس نئی دلبرا کہ خطا اینجا است

ہمارا مطلب یہ ہے کہ جس کام کو کار ثواب جان کر کیا جائے تو اس پر شریعت کی طرف سے ثبوت ہونا چاہئے۔ اگر شریعت سے ثواب کا ثبوت نہیں اور کرنے والا اس کو ثواب سمجھے تو وہ بدعت ہے اور کرنے والا بدعتی' پس اس اصول سے اگر کوئی شخص بائیسکل پر اس نیت سے سوار ہو کہ یہ ثواب کا کام ہے تو اس کا فرض ہے کہ اس کا ثبوت شرح شریف سے دے اور اگر نہ دے تو بدعتی ہے اور اگر اس نیت سے سوار ہو کہ چونکہ شریعت میں اس فعل کی ممانعت کو ثواب کی نیت سے کرتے ہیں نہ محض جواز کی نیت سے' کیونکہ مذہبی کام کوئی بھی ہو' بغیر نیت کے نہیں ہو سکتا۔

مجالس میلاد کب سے جاری ہیں؟

عام طور سے سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ رسم صحابہؓ' تابعین اور تبع تابعین اور آئمہ دین کے زمانہ میں نہ تھی تو کب سے جاری ہوئی ہے؟ گو یہ ایسا سوال ہے کہ اس کی تحقیق پر کوئی امر شرعی موقوف نہیں کیونکہ بدعت ہر حال میں بدعت ہے' خواہ اس کی ایجاد کا زمانہ معلوم ہو یا نہ ہو۔ تاہم ہم اس کی ایجاد کا زمانہ بتلا دیتے ہیں۔

موصل کے ملک اربل شہر کا ایک بادشاہ تھا' جس کا نام تھا سلطان ابو سعید مظفر' اس سلطان کے زمانہ میں یعنی ۶۰۴ھ میں ایک شخص عمرو بن محمد نے مولود ایجاد کیا۔ اس کے بعد شاہ اربل کے بیٹے اور قائم مقاموں نے اسے بہت رواج دیا۔ علامہ جلال الدین سیوطی' حسن المقصد" میں اور علامہ شامی نے "سیرت" میں یہ تاریخ لکھی ہے۔۔۔ مطلب یہ ہے کہ چھ سو برس تک اسلام میں اس کا کہیں وجود نہ تھا۔ پس باانصاف ناظرین خود ہی انصاف فرمائیں کہ چھ سو سال اسلام میں جس کام کا نشان نہ ملتا ہو' اس کا بدعت ہونے میں کیا شک ہے؟

اظہار تعجب

آج کل اس رسم کو منانے والے اپنے آپ کو حنفی مذہب کے پیروکار کہلاتے ہیں۔ گو سارے حنفی نہیں بلکہ محقق حنفیہ جن کو علم فقہ کے ساتھ ساتھ علم حدیث سے بھی واقفی ہے' یا یوں کہئے کہ جن کو بوجہ حدیث دانی کے مذہب حنفی اور رسومات بدعیہ میں تمیز ہے جیسے علماء دیوبند' گنگوہ' میرٹھ' سہارنپور' مراد آباد' دہلی وغیرہ جن کو عام طور پر دیوبند کہا جاتا ہے' ان کو چھوڑ کر باقی جتنے لوگ میلاد کی رسم کے دلدادہ ہیں وہ سب کے سب اپنے آپ کو مذہب حنفی کا مقلد کہتے ہیں' خیر اس کا تو تعجب نہیں تعجب تو اس امر کا ہے کہ کہلاویں مقلد مگر کام کریں تقلید کے صریح برخلاف' مقلد کی شان حیثیت تقلید یہ ہے جو کتب اصول میں لکھی ہے کہ:

اما المقلد فمستنده قول مجتهده۔

اس اصول کی مدنظر رکھ کر ہمارے حنفی بھائی مہربانی کر کے کسی آیت' حدیث سے نہیں دکھا سکتے تو امام ابو حنیفہؒ کے قول ہی سے دکھا دیں کہ ربیع الاول میں میلاد کی مجالس کار ثواب ہے۔ یا فقہ کی کسی کتاب میں کسی متاخر امام یا عالم کا فتویٰ پیش کریں۔ ہاں مہربانی کر کے ایسے قیاسات نہ کریں کہ "چونکہ غیر مسلم قومیں اپنے بزرگوں کی پیدائش کے دن مناتی ہیں ہم ایسا کرنا چاہئے۔" کیونکہ ایسے قیاسات کے

میں امام زین العابدین کا فتویٰ ہے کہ:

"اول من قاس ابلیس۔"

جس طرح کسی مسلمان کو مذہبی کاموں میں یہ اجازت نہیں کہ بغیر حکم خدا اور رسول کے کوئی کام کرے اور اس پر ثواب کی امید رکھے۔ اسی طرح کسی حنفی مقلد کو یہ جائز نہیں کہ بغیر اجازت اپنے امام کے کوئی کام کرے اور اس کو ثواب جانے۔ اگر جانے گا تو وہ دائرہ تقلید سے نکل جائے گا۔

> جس طرح کسی مسلمان کو مذہبی کاموں میں یہ اجازت نہیں کہ بغیر حکم خدا اور رسول کے کوئی کام کرے اور اس پر ثواب کی امید رکھے اسی طرح کسی مقلد کو یہ جائز نہیں کہ امام کی اجازت کے بغیر کوئی کام کرے اس کو ثواب جانے اگر کرے گا تو دائرہ مقلد سے خارج ہوگا۔

ایک اور قابل غور بات

کہا جاتا ہے کہ روز ولادت آنحضرتؐ چونکہ دنیا کے لئے موجب رحمت ہے اس لئے ہمیں اس روز کو عید منانا چاہئے۔ حالانکہ یہ بات ٹھیک نہیں کیونکہ روز ولادت سے چالیس سال تک آنحضرتؐ کو کسی قسم کی نبوت یا رسالت یا بالفاظ دیگر یہ عہدہ نہ ملا تھا۔ آپؐ رحمت بنے یا ہادی ہوئے تو وصف رسالت سے ہوئے نہ کہ وصف ولادت سے ۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اسی نکتہ کو سمجھانے کے لئے جہاں حضورؐ کے رحمۃ للعالمین ہونے کا ذکر کیا ہے' یہ فرمایا ہے:

"ما ارسلنک الا رحمة للعالمین۔"

ترجمہ:۔ ہم نے تجھ کو اے نبی! رسول بنا کر بھیجا ہے تو اس لئے کہ دنیا کے لوگوں پر رحمت کریں۔

یہ نہیں فرمایا کہ:

"ماخلقنک الا رحمة للعالمین۔"

جس کا ترجمہ ہوتا ہے؟

"ہم نے تجھ کو پیدا کیا ہے۔۔۔۔"

پیدا ہونے اور رسول بننے میں بڑا فرق ہے۔ ان دونوں اوصاف میں چالیس سال کی مدت ہے۔

پس اگر غور کیا جائے اور قرآن و حدیث اور کتب فقہ اور آئمہ دین کے فتوے سے قطع نظر اپنے ہی قیاس سے کام لینا ہو تو یوں کہنا چاہئے کہ جس روز حضور کو رسالت کا پیغام پہنچا' اس روز کو مثل عید کے تہوار بنایا جائے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ اس دن بلکہ اس مہینے کی تعین میں بھی اختلاف ہے۔ کوئی ربیع الاول کہتا ہے تو کوئی رمضان بتلاتا ہے۔

مختصر یہ کہ مجالس میلاد کا ثبوت آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے نہیں اور یہ کہ یوم ولادت سے یوم رسالت افضل ہے۔ جس کو میلاد منانے والوں نے بالکل چھوڑ رکھا ہے۔

اعلان

ہم جانتے ہیں کہ ہماری تحریر کا جواب دیا جائے گا۔ ہم بھی اس کو شوق سے دیکھیں گے مگر یاد رہے کہ ہم کسی ایسی تحریر کو وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھا کرتے جس میں کسی کی ذاتیات پر حملہ ہو یا کسی فرقہ کے حق میں دشنام دہی ہو بلکہ تحریرات لکھنے والوں کو ہم بطور نصیحت استاد صائب کا شعر سنایا کرتے ہیں۔

دہن خویش بدشنام میالا صاحب
کہ ایں زر قلب بہر کس کہ وہی باز دہد

ہاں اس تحریر کو عزت کی نگاہ سے دیکھا کرتے ہیں جس میں ہمارا مدعا سمجھ کر محض دلیل کے زور سے جواب دیا گیا ہو۔ خدا کرے ہمارے دوست جواب دینے سے پہلے ہمارے مطلب پر ٹھنڈے دل سے غور کریں جو یہ ہے کہ ہم مجالس میلاد کو کار ثواب نہیں جانتے۔ اس لئے کہ زمانہ رسالت و خلافت میں ان کا ثبوت نہیں ملتا۔ جو کوئی ان کو کار ثواب جانے' بحکم "البینة علی المدعی" اس کا فرض ہے کہ اس کا ثبوت دے۔ واللہ الموفق۔

بقیہ: کسووا کے مسلمان

کمیٹی کے قیام میں بھرپور تعاون کیا۔ اس کمیٹی کے کئی اجلاس جدہ اور دوسرے شہروں میں ہوئے۔ اس کمیٹی کے ذریعہ لاکھوں ڈالر مظلوم مسلمانوں تک پہنچائے گئے اور تاحال کمیٹی اپنی فرائض کو انجام دینے کے لئے مصروف عمل ہے۔ رابطہ عالم اسلامی اپنے دفاتر کے ذریعے چندہ مہم جاری کئے ہوئے ہے۔ یاد رہے کہ بہت سا ساز و سامان' گھریلو استعمال کی چیزیں اور موسم کے مطابق بستر سعودی خصوصی طیاروں کے ذریعہ مظلوم مسلمانوں تک پہنچ چکا ہے اور تمام دفاتر اپنی نگرانی میں ساز و سامان مستحقین تک پہنچانے میں کوشاں ہیں۔